(قسط ۳۸) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۶۹ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی تجربہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

مجلس شوریٰ کا اجلاس

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو میاں مسرت شاہ صاحب کاکاخیل کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں دور دراز سے دارالعلوم کے ارکان شوریٰ نے بھاری تعداد میں شرکت کی اجلاس کا آغاز ممتاز قراء کی تلاوت سے ہوا، جس کے بعد حضرت والد ماجد کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مہتمم وبانی دارالعلوم نے سال گزشتہ کے حسابات آمد وخرچ اور منظور شدہ میزانیہ کے تفاوت نیز دارالعلوم کے تمام تعلیمی اور انتظامی شعبوں کی کارگزاری پر مفصل روشنی ڈالی، انہوں نے فرمایا کہ مجلس شوریٰ نے ۱۳۸۸ھ کیلئے ایک لاکھ نوے ہزار تین سو پچانوے کی منظوری دی تھی لیکن بعض منصوبے زیرعمل نہ آسکنے کی وجہ سے پچھلے سال

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۳۸۸ھ دارالعلوم کے مختلف شعبوں پر ایک لاکھ ستاون ہزار چھہتر روپے پچاس پیسے خرچ ہوئے اور آمدنی ایک لاکھ نوے ہزار پانچ سو ستاسٹھ روپے اکیاسی پیسے ہوئی سال رواں ۱۳۸۹ھ کے لئے آپ نے دو لاکھ پانچ ہزار ایک سو پچیس روپے کا میزانیہ پیش کیا جس میں ۳۰ ذی الحجہ کو موجود فنڈ کی رو سے اگر چہ ساٹھ ہزار چھ سو اکہتر روپے ترانوے پیسے کا خسارہ ہے، مگر مجلس شوریٰ نے حسب سابق خداوند کریم کے فضل وکرم اور متوقع آمدنی کے پیش نظر بجٹ کی منظوری دیدی، شیخ الحدیث صاحب نے آئندہ عزائم اور ضروریات کے ضمن میں دارالعلوم کے نصاب اور نظام تعلیم مختلف تعمیراتی ضروریات ایک دارالتربیت کے قیام، ماہنامہ الحق کے ترقیاتی پروگرام، شعبہ قرأت وحفظ اور دارالصنائع کے قیام وغیرہ پر روشنی ڈالی جس کی تکمیل کے لئے خطیر اخراجات مہیا کرنے کے لئے ملک وملت کے دردمند حضرات کو توجہ دلائی گئی، بجٹ پر بحث میں اکثر ارکان نے آزادانہ حصہ لیا مولانا مسرت شاہ صاحب کاکاخیل، الحاج شیر افضل خان آف بدرشی، سید تاج میر شاہ صاحب چمبر آف کامرس پشاور، جناب الحاج مکاتی صاحب نوشہرہ، جناب عبدالخالق خلیق صاحب پشاور، قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور دیگر حضرات نے دارالعلوم کی شبانہ روز ترقی پر نہایت اطمینان کا اظہار کیا چمبر آف کامرس کے صدر جناب سید تاج میر شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا دارالعلوم کی تفصیلی کارگزاری دیکھ کر میں محو حیرت ہوں اور وعدہ خداوندی کا ظہور دیکھ کر مجھے یقین ہو رہا ہے، کہ دین کی حفاظت بوریہ نشینوں ہی سے ہوسکتی ہے، مادی علوم وفنون اور اقتصادیات کے ماہرین سے نہیں، مجھے آج اس اجلاس میں ایک روحانی مسرت ہو رہی ہے، جو زندگی بھر نصیب نہیں ہوئی، انہوں نے ملک کے تمام اہل خیر کو توجہ دلائی کہ وہ دارالعلوم کے تمام منصوبوں میں بھرپور حصہ لیں اور اس کارخانہ علوم نبویہ کو زیادہ سے زیادہ خدمات کا موقع عطاء فرماویں، اجلاس میں شرکت کرنے والے حضرات میں سے چند کے نام یہ ہیں:

الحاج مولانا مسرت شاہ کاکاخیل، جناب میاں اکرم شاہ کاکاخیل، میاں مراد گل صاحب کاکاخیل، قاری محمد امین صاحب، قاری سعید الرحمٰن صاحب خطیب راولپنڈی، مولانا قاضی عبدالسلام صاحب، حکیم جمال الدین صاحب، کرنل عثمان شاہ صاحب نوشہرہ صدر، جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشی، جناب سید میر تاج شاہ صاحب پشاور، جناب عبدالغفار مکاتی صاحب امان گڑھ، جناب عبدالخالق صاحب خلیق، جناب مولانا محمد یوسف قریشی صاحب پشاور، مولانا عبدالحنان صاحب جہانگیرہ، حاجی عبدالجبار صاحب، ڈاکٹر صاحب شاہ صاحب، مولانا مجاہد خان صاحب، حضرت جمال صاحب، جناب

مستقر صاحب، مولانا شاہ سید صاحب اور مقامی مجلس منتظمہ۔

۲ بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے کلمات تشکر و دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

علمائے مشرقی پاکستان کی آمد

۳۰ ستمبر کو حضرت شیخ الحدیثؒ سے ملاقات اور حالات و حالات حاضرہ پر تبادلہ خیالات اور دارالعلوم دیکھنے کیلئے مشرقی پاکستان جمعیۃ العلماء اسلام سے تعلق رکھنے والے حضرات علماء کی ایک جماعت دارالعلوم تشریف لائی جس میں مولانا پیر محسن الدین احمد صاحب رنگپور، امیر جمعیۃ العلماء اسلام مولانا ابوالحسن صاحب جسری نائب صدر، مولانا محی الدین خان ایڈیٹر مدینہ و نیا زمانہ ڈھاکہ، مولانا ذاکر احمد صاحب خطیب جامعہ مسجد چاٹگام، مولانا شوکت علی صاحب چاٹگام، مولانا شوکت علی صاحب کھلنا، مولانا عبدالجبار صاحب ناظم جمعیۃ ڈھاکہ شامل تھے، دارالعلوم کا معائنہ فرما کر آپ سب حضرات نے نہایت مسرت اور خوشی کا اظہار کیا، عصر سے قبل دارالعلوم کے دارالحدیث میں طلبہ سے علم کی اہمیت اور فضیلت پر مختصراً وفد کے کئی حضرات نے روشنی ڈالی۔

اخلاق کے سنوارنے اور خلق خدا کی اصلاح کا علم

جناب پیر محسن الدین صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا، کہ علم وہ ہے، جو اللہ کے ہاں محبوب ہو، جو اخلاق کے سنوارنے کا ذریعہ ہو، اور وہ علم جس کو آج دنیا سیکھ رہی ہے، اس سے انسان کو انسان بننے کا راستہ بھی نہیں ملتا، یہاں کے علم نبوت سے آپ کو اخلاق کی تربیت خلق خدا کی اصلاح اور رسول کریم ﷺ کی اتباع جیسی دولت میسر ہوگی یہ وہ علم ہے، جس کے اللہ کے ہاں بہت بلند درجات ہیں آپ نے فرمایا: یہاں حاضر ہو کر دل کو تسکین حاصل ہوئی نظم و نسق کے علاوہ روحانی قدر و قیمت بھی یہاں موجود ہے۔

دارالعلوم حقانیہ مدنی فیوضات کا منبع

مولانا ابوالحسن جسری صاحب نے فرمایا کہ شیخ الحدیث میرے زمانہ دیوبند کے شفیق استاد ہیں، یہی شوق مجھے کشاں کشاں یہاں لیکر آیا ہے، اور آج دارالعلوم دیکھ کر میری روح میں تر و تازگی پیدا ہوئی ہے، اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدنی فیوضات کا ایک منبع ہے، علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

دیوبند کا پاکستانی ایڈیشن ''حقانیہ'' اور الحق فکری محاذ کا رہنما

حضور اقدس ﷺ نے علم کی تقسیم کی ہے، ایک وہ جو دل میں اترے صرف زبان تک نہ رہے، وہ علم

نافع ہے آگے اسکی ٹہنیاں نکلیں گی اور تمام اعضاء پر محیط ہوگا ،مشرقی پاکستان کے پر جوش ملی وقومی کارکن اور صحافی مولانا محی الدین خان ایڈیٹر نیا زمانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کا پاکستانی ایڈیشن ہے،اس کے یہاں کا فیض دور دراز تک پھیل رہا ہے،اور حضرت شیخ الحدیث کے بے شمار تلامذہ کے لحاظ سے بنگال بھی اس سے فیضیاب ہورہا ہے،یہ مقام ہمارا روحانی مرکز اور اس کا ترجمان ''الحق'' ہمارا فکری محاذ کا رہبراور رہنماء ہے،آپ نے فرمایا: جب صدر ایوب نے قرآن پرڈاکٹرفضل الرحمٰن کے ذریعہ دست درازی کی اور ایڈیٹرالحق (مولانا سمیع الحق) نے علمِ جہاد اٹھا کراپنے اداریہ میں۲۲ نکاتی چارج شیٹ شائع کیا،تو مشرقی پاکستان میں اس سے آگ لگ گئی ،علمائے کرام نے اس کا ترجمہ کرکے لاکھوں تعداد میں گھر گھر پہنچایا اور بالاخراس وقت حکومت نے شکست کھا کرسرِتسلیم خم کیا،ایک چھوٹے سے قصبہ کے بے بضاعت علمی پرچہ کے ذریعہ اتنا بڑا کام اللہ کا فضل ہے،جسے آئندہ تاریخ یادرکھے گی آپ نے فرمایا سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک سے علمِ جہاد بلند کیا تھا،جوغداری کی وجہ سے بظاہر بالاکوٹ میں ختم ہوا،مگر یہ حقانیہ کا فیض اور جہاد کا تسلسل ہے جس نے سرزمین ہزارہ سے اٹھے ہوئے ایک شخص کے دین میں تحریفی کوششوں کا بھرپور تعاقب کیا۔اللہ اسے مزید توفیق دے۔

نورالمشائخ حضرت ملاشور بازار کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی افغانی کی آمد

افغانستان کے مجددی خانوادہ کے ایک ممتاز فرد اور حضرت ملا شور بازار نورالمشائخ کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی ۳ ستمبر بروز جمعہ تشریف لائے ،حضرت شیخ الحدیث کے مکان پر کئی گھنٹے قیام فرمایا،نماز جمعہ سے قبل مجمع سے اپنے پر جوش کلمات خیر وحکمت سے حاضرین کو محظوظ فرمایا،بیت المقدس کے المیہ کے علاوہ ملک میں سوشلزم جیسے غیر اسلامی نعروں کے فروغ پر انتہائی درد اور الم کا اظہار کیا اس ضمن میں انہوں نے فرمایا کہ ایک جرمنی نے مجھے کہا کہ تم مسلمان ہو اس لئے ترقی نہیں کرتے کہ آپ نے اپنا راستہ اور اپنا نظریہ چھوڑ دیا ہے، ظاہری اسباب اور وسائل کی کمی نہیں دنیاوی ترقی کے امور بھی آپ نے اپنائے لیکن دین پر آپ نے چلنا ترک کردیا۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے جو امیدیں پاکستان سے وابستہ کی تھیں ،افسوس کہ وہ خاک میں مل گئی ہیں،ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے دین پر ڈٹے رہیں نئے نئے نعروں اور ازموں کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں ،وہ کمیونزم جو افغانستان اور پاکستان میں پھیل رہا ہے،ہمیں اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے ، یہ درحقیقت دہریت ہے،اور میں نے بخارا وغیرہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے،کہ اس اشتراکیت میں

عورتوں تک کو مشترکہ سرمایہ بنالیا جاتا ہے ،اس اشتراکیت کی کوئی چیز نہ تو اسلام برداشت کرسکتا ہے اور نہ پختون قوم کی غیرت وحمیت ،ہم صرف حضور کریم ﷺ کا دامن تھام لینے سے کامیاب ہوسکتے ہیں ،انہوں نے فرمایا کہ ہمارا کام ہمیشہ علم اور دین کی خدمت رہا ہے، یہاں دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں دین کی جوعظیم الشان خدمات ہورہی ہے، جو کچھ ہمارے ہاتھوں سے خدمت ہوسکے ہم اس سے دریغ نہ کریں گے۔

مولانا مفتی محمود اور مولانا خان محمد کندیاںؒ کا وفاق کے امتحانی ہال کا معائنہ

۱۰ شعبان کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ مردان جاتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات اور تبادلہ خیال کی غرض سے دارالعلوم ٹھہرے ،دیگر علماء کے علاوہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے ممتاز مرشد حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی آپ کے ساتھ تھے اس وقت وفاق العربیہ کے زیر اہتمام دورۂ حدیث کا امتحان جاری تھا ،حضرت مفتی صاحب سیدھے امتحان گاہ تشریف لے گئے اور بحیثیت جنرل سیکٹری وفاق المدارس امتحان کا معائنہ فرمایا ،طلبہ کی کثیر تعداد اور نظم وضبط کو دیکھ کر نہایت مسرت اور اطمینان ظاہر فرمایا بعد از ظہر طلباء کی خواہش پر آپ نے مسجد میں مختصر خطاب فرمایا اور شام کو واپسی ہوئی۔

سالانہ امتحانات اور تعطیلات

سالانہ امتحانات ۳۰ رجب کو شروع ہوکر ۱۱ شعبان تک جاری رہے ،دورۂ حدیث کے امتحانات کی نگرانی وفاق المدارس کے نامزد نگران جناب مولانا میاں محمد جان (عرف غلجو میاں) صاحب مدرسہ حمایت الاسلام غلجی نے فرمائی اور دیگر امتحانات کی نگرانی کا کام مقامی اساتذہ نے انجام دیا۔آج ۱۲ شعبان سے دارالعلوم کے شعبہ عربی میں تعطیلات رمضان شروع ہوئیں ،شعبہ تعلیم القرآن ،دارالافتاء اور دیگر دفاتر حسب معمول مصروف رہیں گے۔

احاطہ محمودیہ اور بعض کواٹروں کی تعمیر

دارالعلوم کے مشرقی جانب احاطہ تالاب میں تعمیرات کا مسئلہ مدت سے زیر غور ہے ،رہائش طلبہ اور مدرسہ تعلیم القرآن کے لئے مزید عمارت کی ضرورت کے پیش نظر پچھلے چند ماہ سے اس احاطہ میں اللہ کے بھروسہ پر تعمیر کا سلسلہ شروع کردیا گیا تالاب کے حصہ میں دارالاقامہ سے متعلق نچلی منزل کا کچھ حصہ مکمل ہو چکا ہے، جسے احاطہ محمودیہ (منسوب بہ شیخ الہند مولانا محمود حسن) کا نام دیا گیا ہے ،اب اوپر تعلیم القرآن (مڈل سکول) کیلئے تعمیر کا کام جاری ہے، اسطرح احاطہ تالاب کی نئی عمارت میں مزید پچاس ۵۰ طلبہ کی گنجائش نکل

آتی ہے، جواب تک درسگاہوں وغیرہ میں نہایت تکلیف سے قیام پزیر تھے، اسکے علاوہ پرانے دارالاقامہ کے مغرب میں بھی دارالاساتذہ کی شکل میں ایک بلاک بن چکا ہے، ان تعمیرات میں پچھلے چند ماہ میں تقریباً ۳۵ ہزار روپے خرچ ہو چکا ہے، جبکہ ابھی تعمیری ضروریات کا کافی حصہ اہل خیر کی نگاہ تعاون کا محتاج ہے۔

جمعیت کا انتخابی منشور اقتصادی و معاشرتی مسائل کا جامع

جنوری ۱۹۷۰ء: اب تک کئی سیاسی جماعتوں کا منشور سامنے آچکے ہیں، مگر جمعیت علمائے اسلام نے یکم جنوری سے بہت قبل جو اسلامی منشور مرتب کیا اور جس جامع انداز سے ملک کے تعلیمی، اقتصادی معاشرتی اور انتظامی مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں سمویا ہے، اسکی داد نہ دینا ستم ظریفی ہوگی یہ علماء کی طرف سے پہلی قسم کی جامع اور مؤثر کوشش ہے، جسکی تحسین پوری فراخدلی سے کرنی چاہئے، پیش نظر منشور کا قصہ بعض جماعتوں سے جمعیت کے مشروط معاہدہ سے قطعی طور پر علیحدہ مسئلہ ہے، جمعیت کے بعض معاہدوں یا پالیسیوں سے ازروئے اخلاص اختلاف کی گنجائش بھی ہوسکتی ہے، اور ہوسکتا ہے کسی کی صوابدید اسے مذکورہ معاملہ میں شرح صدر نہ ہوسکنے دے تاہم یہ بات بالکل اٹل ہے، کہ ایسا منشور تو نہ کیمونسٹ نواز جماعتوں کا ہوسکتا ہے، اور نہ کوئی سوشلسٹ ہونے کا ذہن اسے ایک لمحہ کے لئے برداشت کرسکتا ہے، اگر کسی جماعت یا پارٹی کا لائحہ عمل اس کے منشور سے واضح ہوسکتا ہے، تو جمعیت کا منشور ان تمام الزامات کا جواب ہے، جو جمعیت کے سوشلسٹ ہونے کے لگائے جارہے ہیں، صاف بات تو یہی ہے کہ اکابر حق پورے انصاف سے ایک دوسرے کی لغزشوں پر گرفت کرتے ہوئے بھی اتفاق واتحاد کی کوئی راہ نکالیں، کہ اسی میں دین کا فائدہ اور اسی میں قوم کی نجات ہے، ورنہ باہمی اختلاف اور باہمی الزامات اور جوابِ الزام سے فائدہ بے دین اور گمراہ جماعتوں کو ہی پہنچے گا افسوس روم جل رہا ہے، مگر نیرو بانسری بجانے میں مشغول ہے، کاش! باہمی اختلاف کے ہولناک نتائج پر ہمارے تمام اکابر علمائے حق کی نظر پڑ جائے، اور وہ کسی متفقہ طریق کار اور لائحہ عمل پر یکجا ہوسکیں، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے جانشینوں پر آج پوری قوم کی نگاہیں، لگی ہوئی ہیں، پھر کیا وہ اپنی باطنی فراست سے نہیں دیکھتے کہ محمد قاسمؒ سمیت محمود الحسن دیوبندیؒ شیخ الاسلامؒ، مولانا مدنیؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے تمام اکابر کی سعید روحیں اپنی روحانی اولاد کے افتراق وانتشار سے کتنی بے چین ہیں۔

تلمیذ حضرت علامہ کشمیریؒ مولانا محمد انوریؒ کا انتقال

علمی حلقوں کیلئے ایک بڑے صدمے کی خبر ہے، کہ حضرت مولانا محمد انوریؒ لائکپوری ۲۲

جنوری ۱۹۷۰ء کو صبح سات بجے انتقال فرماگئے، مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ستر برس تھی حضرت رائے پوری سے خلافت پائی اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے تلمذ اور صحبت وخدمت کی خاص نسبت حاصل تھی عمر بھر علم او ردین کی خدمت واشاعت میں کوشاں رہے، ۱۹۴۷ء میں لائلپور آکر ایک دینی مدرسہ قائم کیا، اور بڑی بے نفسی اور خاموشی سے تبلیغ وتعلیم میں مصروف رہے، حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو درجات عالیہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے، رحمہ اللہ وجعل الجنۃ مثواہ

دارالعلوم کے مخلص خادم کی وفات

۲۴ جنوری بروز ہفتہ دارالعلوم کے ایک نہایت مخلص اور ہمدرد رکن شوریٰ جناب الحاج خان محمد اعظم خان خٹک رئیس اکوڑہ خٹک کا انتقال ہوا، مدت سے کینسر کی تکلیف تھی دارالعلوم کے تاسیس سے لیکر اب تک آپ نے اپنے والد بزرگوار جناب خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک مرحوم کی طرح پوری جانفشانی اور تندہی سے دارالعلوم کی ترقی واستحکام میں حصہ لیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ غایۃ درجہ کا نیازمندانہ اور خادمانہ تعلق رہا اور کسی حال میں دارالعلوم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ تعمیرات کی نگرانی چندہ کی فراہمی الغرض ہر مرحلہ میں پیش پیش رہتے، اس لحاظ سے موصوف کی جدائی دارالعلوم کے پورے حلقہ اور حضرت شیخ الحدیث والد ماجد کے لئے ذاتی صدمہ ہے، مرحوم کی عمر ۷۱ سال تھی نہایت ملنسار خوش خلق اور قومی وملی خدمت کے جذبات سے معمور انسان تھے، تحریک پاکستان میں اپنے علاقہ میں اہم کردار ادا کیا، جنگ کشمیر کا موقعہ ہو یا جنگ ستمبر کا مہاجرین کی آبادکاری کا سوال ہو یا علاقہ کی تعلیمی وطبی ضروریات اور بلدیہ کی نظامت، ہر موقع پر بساط سے بڑھ چڑھ کر خدمات بجالائے، تقسیم سے قبل آنریری مجسٹریٹ رہے، پھر امیر محمد خان مرحوم کے زمانہ میں صوبائی ایڈوائزری کونسل کے رکن نامزد ہوئے، مسلم لیگ کی عاملہ کے ممبر بھی رہے، اور ریفرنڈم میں بھی اہم حصہ لیا، ۱۹۵۰ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پچھلے کئی سال سے قومی وملی خدمات کا زیادہ تر حصہ لیا دارالعلوم کے بناؤ سنوار میں لگایا، دنیا سے جاتے جاتے اپنے پڑوس میں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی شدید بیماری کی حالت میں دن بھر اس کام کی نگرانی خود کرتے، دارلعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن کو نہ صرف زمین وقف کی بلکہ تعمیر کے وسائل اور نگرانی کا کام بھی خود انجام دیا، اپنے والد بزرگوار مرحوم خان محمد زمان خان خٹک کے نقش قدم پر چلنے والے اور ان کی کئی خوبیوں کے وارث کی جدائی پر آج نہ صرف دارلعلوم بلکہ پورا علاقہ سوگوار ہے، اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول اور خامیوں سے درگزر فرمائے،

مقبولیت کا کچھ اندازہ جنازہ سے ظاہر ہوا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، نماز عصر کے بعد اپنے مرحوم کے پہلو میں جگہ پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ

چیچک کی وجہ سے تیرہ سو مشتاقان حج کو محروم رکھنے کا جرم

راقم الحروف کو اس دفعہ کئی امور پر خامہ فرسائی کی خواہش کے باوجود بعض اشغال وعوارض کی وجہ سے دلجمعی اور یکسوئی سے لکھنے کا موقع نہ مل سکا اس سلسلہ میں سفینہ عرفات سے جانے والے حجاج کرام کو جس اندوہناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا وہ پورے عالم اسلام کے لئے سنجیدہ غور وفکر کا مستحق ہے، مغربی تہذیب کی رو میں ہم ایسے بہہ گئے کہ ہمارا دل و دماغ ہر معاملہ میں اسی ڈگر پر سوچنے لگا ہے، مسبب الاسباب پر بھروسہ جاتا رہا اس حد تک بہرحال روادار نہیں، کہ چند ایک آفت رسیدہ افراد کی وجہ سے ہزار بارہ سو مسلمانوں کو بیت اللہ کی آغوش میں پہنچ کر بھی فریضہ حج سے محروم کردیا جائے، اس مسئلہ پر ماہنامہ الحق کے سرپرست حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ایک مجلس میں اپنے جو تأثرات ظاہر کئے ہیں انہیں برادرم مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم نے اپنے الفاظ میں ضبط کیا ہے، جسے ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

تعدیت مرض کے موضوع پر شیخ الحدیث کے تاثرات

عرفات کے بابرکت میدان میں رحمت کائنات محسن انسانیت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھ سے متجاوز نفوس قدسیہ کو یہ اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام رسوم کو میں نے یہاں روند دیا ہے، آئندہ مسلمانوں کو صرف اسلام اور دین کی پیروی کرنا ہوگی، جاہلیت کے اس عقیدہ کو "امراض کے اندر تعدی ہے" آنحضرت ﷺ نے دوسرے موقع پر اس طرح باطل قرار دیا کہ لا عدویٰ و لا طیرۃ (اسلام میں امراض کی تعدی اور بدفالی وغیرہ نہیں) اگر موجودہ دور کے مسلمان اس عقیدہ پر قائم رہتا تو آج تقریباً تیرہ سو زائرین حجاج تڑپ تڑپ کر حج کی سعادت سے محروم نہ رہتے، ان مظلوم حجاج کی بے تابانہ نگاہیں ان مقدس پہاڑوں پر پڑ رہی تھیں جس کے درمیان بیت اللہ شریف کا مقدس ونورانی بقعہ ہے، ان کے کان گزرنے والے لاکھوں حجاج کی تکبیروں کی آوازیں، لبیک کی آوازیں سن رہے تھے مگر افسوس کہ حکومت کی بے بصیرتی اور تغافل نے ان بے دست وپا دور افتادہ مسلمانوں کے دیرینہ تمناؤں اور دلی خواہشات کو جدہ کے صحرا میں دفنا دیا طرہ یہ کہ آغوش حرم میں مناسک حج سے محروم کردئے گئے، اس جانگاہ منظر کا احساس وہی کرسکتا ہے، جسکو حرمین شریفین کی دید کا جذبہ اور تڑپ دیار حبیب ﷺ کو کھینچ رہا ہو۔

واقرب ما یکون الشوق یوما

اذا دنت الخیام الیٰ الخیام

تاریخ میں یہ سانحہ رہتی دنیا تک ذمہ دار افراد کی قساوت اور شقاوت کا بدنما داغ رہے گا، اگر یہ غفلت شعار حکام دسویں کی رات کو بھی حجاج کرام کو عرفات پہنچا دیتے، تو ان کا فریضہ ادا ہو جاتا، پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی بتاتے ہیں، کہ جب ہندوستان کے شہروں یا قصبوں میں طاعون یا ہیضہ کی بیماری پھیلتی تو وہاں کے مقامی ہندو اپنے گھروں اور شہروں میں اپنے بیماروں کو چھوڑ کر دور بھاگ جاتے تھے اور مسلمان اپنے پختہ عقائد اور بلند اخلاق کی بناء پر اپنے گھروں میں رہ کر ان ہندو بیماروں کی خدمت کرتے رہتے، جب وہ بیمار ہندو شفایاب ہو جاتے تو بے اختیار وہ مسلمان ہو کر کہتے کہ جو مذہب زندگی کے نازک اوقات میں اپنے پیروکاروں کی ہمدردی اور اعانت چھوڑ دیتے وہ موت کے بعد ہماری کیا مدد کرے گا، یہ عجب انصاف ہے کہ سفینہ عرفات میں چند حاجی چیچک میں مبتلا ہوئے، اور ان کی وجہ سے ۱۳۰۰ مشتاقان حج کو سعادتِ حج سے محروم کر دیا گیا۔ اوّلاً تو چاہیئے تھا کہ اسلامی عقائد کے ماتحت ان مریضوں کو بھی سعادتِ حج کی اجازت دے دیجاتی بصورت دیگر ان کو قرنطینہ میں رکھ کر بقیہ حجاج کو مناسک حج کے لئے چھوڑ دیا جاتا، کیا رسول خدا نبی رحمت ﷺ نے جذامی مریض کے ساتھ کھانا نہیں کھایا ہے؟ اور فرمایا کل ثقة باللہ وتوکلاً علیہ اور اسی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے فاروق اعظم حضرت عمر فاروقؓ نے مجذوم کے ساتھ ایک ہی برتن سے کھانا کھایا اور اگر بالفرض ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے ایمان بچانے کی خاطر فرمن المجذوم پر عمل مقصود ہے تو پھر مریضوں کو قرنطینہ میں رکھتے نہ کہ تمام تندرستوں کو بھی حج سے محروم کر دیتے، اگر چیچک دوسروں کو متجاوز ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں سب لوگ اس بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ تو یہ محض وہم و گمان تھا، کیونکہ وہ باقی سب کے سب اب تک بحمد للہ چیچک سے محفوظ ہیں تو بقیہ حجاج میں سرایت و تعدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پاکستان و دیگر ممالک میں ہمیشہ چیچک و غیرہ کی بیماریاں رہا کرتی ہیں، ہر دو گھر میں ایک دو بچے بیمار رہتے ہیں تو پھر تمام پاکستانیوں کو قرنطینہ کرنا چاہیئے تاکہ چیچک نہ پھیلے، ایسے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے یہ غیر مسلموں کا عقیدہ ہے، اسی طرح نظریہ کی وجہ سے مسلمانوں میں مریضوں کے ساتھ ہمدردی نہ رہی جسکا اثر یہاں تک پہنچا کہ اب عبادات بھی اس کے زد میں آگئیں۔

حدیث شریف میں ہے لا عدویٰ کہ امراض میں تعدی نہیں ہے،اس کے دو مطلب ہیں ،ایک مطلب تو یہ کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے کیلئے نہ علت ہے نہ سبب ،جیسا کہ ایک اعرابی نے کہا کہ ایک خارشتی اونٹ کی وجہ سے اور بھی خارشتی ہوجاتے ہیں،تو حضور ﷺ نے فرمایا فمن احرب الاول ۔؟ پہلے کو کس نے خارشی بنادیا ؟ جس قادر مطلق ذات نے پہلے اونٹ کو مرض میں مبتلا کیا،اس نے دوسرے کو بھی اس مرض میں مبتلا کردیا،اگر ایک مرض متجاوز کرنے کی لئے علت مان لی جائے،تو معلول کا وجود علت کے ساتھ لازمی ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں طاعون وغیرہ امراض پھیل جاتے ہیں تو وہاں دس فیصدی بیمار ہوجاتے ہیں،اور نوے فیصد محفوظ رہتے ہیں،جیسے گزشتہ طاعون کی رپورٹ سے ظاہر ہے،اور فرمن المجذوم (جذامی سے بھاگ جانے) کا حکم محض ضعیف الاعتقاد لوگوں کے دین کو محفوظ رکھنے کی خاطر ہے کہ سبب کو علت کا درجہ نہ دیں مگر زیر بحث قضیہ میں تو تندرستوں کو حج سے روک دیا گیا،اور جرم یہ بتاتے ہیں کہ ان پر بیماروں کی ہوا لگی ہے،

دوسرا مطلب یہ ہے کہ مرض علت تو نہیں مگر سبب ہے،تو اس صورت میں بھی تندرست حجاج کو رکھنا جائز نہیں ،بطور مثال آگ ہلاکت کا سبب ہے،یا پٹرول کو آگ لگنے سے قیامت خیز مناظر سامنے آجاتے ہیں۔تو پھر آگ ماچس وغیرہ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہئے،پانی میں بہت سے لوگ ڈوب کر مرجاتے ہیں،یا کنویں میں گر کر ہلاک ہوجاتے ہیں حالانکہ لوگ آگ یا پٹرول پانی یا کنوئیں کا قرنطینہ نہیں کرتے ،

الغرض اسلام نے ہمیں تعلیم دی کہ تمام مخلوق بالخصوص مریض سے ہمدردی سے پیش آؤ،عیادت تیمارداری کا بہت بڑا ثواب ہے،اگر تعدی کا وہم مسلمانوں میں پھیل گیا،تو پھر یہ مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت سے غافل ہوجائینگے ،افسوس کی بات ہے کہ وہم ، جاہلیت کا غلبہ وتسلط اتنا بڑھ گیا،کہ مراکز دین کے خدام نے بھی اسطرف توجہ نہ کی کہ اسلام نے جس چیز کو بیخ و بن سے کاٹا تھا،اسکی تصدیق ہم کیوں کر رہے ہیں ، حالانکہ سعودی حکومت ایک وقت توحید اور اللہ پر بھروسہ کی اتنی دعویدار بنی تھی،کہ شریعت کے حدود میں جائز اسباب اور وسائل کے ارتکاب کو بھی شرک قرار دیتی تھی مگر اب معاملہ الٹا ہوگیا،ضروری ہے کہ ان مظلوم حجاج کی حالت زار پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ان کے روکنے اور نیکیوں کے غلط اندراج کرنے والوں کا مؤاخذہ ومحاسبہ کرکے ان حجاج کو آئندہ سال کرایہ اور زرمبادلہ کی پوری سہولت مہیا کی جائے اور مکمل سہولتوں کے ساتھ فریضہ حج کی سعادت بہم پہنچائیں،جبکہ حکومت نے ان کے حج کو قضا کرکے ان پر آئندہ قضا لازم کردیا ہے۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل (جاری ہے)